ضعیف احادیث بالخصوص "فضائل اعمال" سے استشہاد اور جمہور فقہاء کا موٗقف

Substantiation from Weak Ahadith Especially Quoted in "Fazail-e-Aamal" and View Point of Popular Jurists

ثنا ضیاء*

شبانہ نورین**

Abstract

Aḥādīth is the second most important source of guidance in Islamic jurisprudence. Aḥādīth is the collection of traditions which consists of the Prophet (PBUH) sayings as well as an account of his daily practice. The companions of the prophet took great care in accounting aḥādīth in light of the Prophet's (PBUH) sayings. However, the later generations overlooked that diligent practice and attempted to fabricate aḥādīth in order to destroy Islam. This can be illustrated from an event when a person who was about to be hanged mocked caliph Haroon ur Rasheed about four thousand aḥādīth fabricated by him. The Caliph replied that he didn't know Abdullah bin Mubarak who would sift these aḥādīth. Hence the Ummah felt the urgent need to cleanse the traditions of the Prophet(PBUH)from impure ambitions of liars, and so the practice of delving deep into the background of the narrators of aḥādīth like where they were born, instructed, travelled became important. In this way, the scholars developed the system of Jarhwa Ta'deel through which they divided aḥādīth into different categories according to the life and conduct of narrators. One such category is known as "Weak aḥādīth." In this paper, weak traditions from the book of aḥādīth especially Fazaile A'mal are selected in order to discuss their weaknesses and the scholars' perspective on them.

Key Words: Aḥādīth,Weak aḥādīth, Fazail-e-A'amal

ضعیف حدیث کی تعریف

لغت میں ضعیف بمعنی کمزور اور طاقتور و قوی کے مترادف کے طور پر مستعمل ہوتا ہے۔[1] قرآن پاک میں بھی انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

*لیکچرار، ومن یونیورسٹی مردان۔

**پی ایچ ڈی اسکالر، شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور۔

﴿وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾[2]

"اور پیدا کیا انسان کو کمزور۔"

ضعف و کمزوری حسّی اور معنوی دونوں ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں پر معنوی ضعف مراد ہے۔ ائمہ متقدمین و متاخرین سے حدیث ضعیف کی اصطلاحی تعریف سے متعلق مختلف اقوال منقول ہیں جیسے حافظ ابن قیم (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ:

«لَيسَ الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي اصْطِلَاحِ السَّلَفِ هُوَ الضَّعِيفُ فِي اصْطِلَاحِ الْمُتَأَخِّرِينَ، بَلْ مَا يُسَمِّيهِ الْمُتَأَخِّرُونَ حَسَنًا قَدْ يُسَمِّيهِ الْمُتَقَدِّمُونَ ضَعِيفًا»[3]

"حدیثِ ضعیف سے مراد سلف کی اصطلاح میں وہ نہیں ہے جسے متاخرین ضعیف کہتے ہیں۔ متقدمین کی اصطلاح میں اس حدیث پر ضعیف کا اطلاق کیا جاتا ہے جسے متأخرین حسن کہتے ہیں۔"

ضعیف حدیث سے استشہاد کے ضمن میں جمہور فقہاء کے طرز عمل سے واضح ہوتا ہے کہ جب انہیں کسی باب میں حدیث صحیح نہیں ملتی تو وہ ضعیف حدیث سے استدال کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ:

«اَلْخَبَرُ الْمُرْسَلُ وَ الضَّعِيفُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَ سَلَّمَ أَوْلَى مِنَ الْقِيَاسِ»[4]

"نبی کریم ﷺ سے منسوب مرسل اور ضعیف حدیث میرے نزدیک قیاس سے اولیٰ ہے"۔

لہذا نماز میں قہقہ لگانے کو مبطل صلوۃ، ناقض وضو «مَن ضَحِكَ فى الصَّلاةِ أن يُعيدَ الوُضوءَ والصَّلاةَ»[5] "جو تم میں سے نماز میں قہقہہ کے ساتھ ہنسا ہو وہ وضو اور نماز (دونوں) لوٹائے" اور «لَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ»[6] اور مہر دس درہم سے کم نہیں جیسی احادیث کو جو بہ اتفاقِ محدثین ضعیف ہیں احناف قیاس کے بجائے ان روایات کو معمول بہ بتاتے ہیں۔

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ ضعیف روایت (راوی کے سوءِ حفظ اور قلتِ ضبط کی بنیاد پر) کو اس وقت تک رد نہیں کرتے تھے جب تک کوئی صحیح حدیث اس باب میں نہ مل جاتی۔ اپنے بیٹے سے مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

«تَعْرِفُ طَرِيقَتِي فِي الْحَدِيثِ، لَسْتُ أُخَالِفُ مَا ضَعُفَ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْبَابِ مَا يَدْفَعُهُ»[7]

"حدیث کے معاملے میں تم میرے طریقے سے واقف ہو کہ میں ضعیف حدیث کی مخالفت نہیں کرتا، جب تک اس باب میں اس (حدیث ضعیف) کے مخالف کوئی روایت نہ مل جائے۔"

ائمہ متقدمین مثلاًامام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ اور امام سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک مرسل حدیث سے استدلال جائز ہے۔ حافظ ابن صلاحؒ یوں لکھتے ہیں کہ:

«وَالِاحْتِجَاجُ بِهِ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمَا [رَحِمَهُمُ اللَّهُ]»[8]

"امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ اور ان کے اصحاب اس (حدیث مرسل) سے استدلال جائز رکھتے ہیں۔"

حافظ بلقینیؒ لکھتے ہیں کہ:

«انَّ التَّابِعِيْنَ اَجْمَعُوْا بِاَمْرِهِمْ عَلٰى قُبُوْلِ الْمُرَاسِيْلِ وَلَمْ يَأْتِ عَنْهُمْ اِنْكَارُهٗ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ بَعْدَهُمْ اِلٰى رَأسِ الْمِائَتَيْنِ»[9]

"تمام تابعین متفقہ طور پر مرسل روایات کو قبول کرتے تھے۔ تابعین اور ان کے بعد دوسری صدی ہجری کی ابتداء تک ائمہ میں سے کسی کی طرف مراسیل قبول کرنے سے انکار ثابت نہیں۔"

مرسل حدیث کو امام احمدؒ ضعیف حدیث قرار دیتے تھے۔ امام احمدؒ بھی صحیح حدیث نہ ملنے کی صورت میں قیاس کے مقابلے میں ضعیف حدیث کو ترجیح دیتے تھے۔ تدریب الراوی میں امام احمدؒ کا قول مذکور ہے کہ:

«إِنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ رَأْيِ الرِّجَالِ»[10]

"ضعیف حدیث لوگوں کی رائے کے مقابلے میں میرے نزدیک بہتر ہے۔"

اسی طرح امام اوزاعیؒ بھی اس ضمن میں مقطوعات اور اہل شام کی مراسیل سے استدال جائز سمجھتے تھے۔ امام شافعیؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حدیث مرسل کو ناقابل استدلال قرار دیا۔ اس کے بعد محدثین کا مرسل روایت کو قبول نہ کرنے پر اتفاق ہو گیا، حالانکہ خود امام شافعیؒ کسی باب میں صحیح اور حسن حدیث نہ ملنے کی صورت میں مرسل روایت قبول کرتے تھے۔

تاہم یہاں یہ امر واضح رہے کہ ضعیف حدیث سے ائمہ متقدمین وہ حدیث مراد لیتے ہیں جو ائمہ متاٰخرین کے نزدیک حدیث حسن ہے۔ لہذا فضائل و وعظ کے ابواب کے علاوہ احناف و حنابلہ جہاں کہیں بھی ضعیف حدیث کو بطور حجت و استدلال پیش کرتے ہیں اور مسائل اخذ کرتے ہیں وہاں اس سے مراد متقدمین کی اصطلاح ہے۔

فضائل اعمال کے باب میں ضعیف حدیث سے استشہاد اور جمہور فقہاء کا موقف

فضائل کے ابواب میں ضعیف حدیث کو قبول یا رد کرنے سے متعلق دو گروہ ہیں ایک گروہ مطلق انکار کا قائل ہے کہ کوئی بھی ضعیف حدیث دین کے کسی بھی معاملے میں نقل کرنا قابل قبول نہیں۔ نہ فضائل

کے باب میں اور نہ ہی احکام و عقائد میں۔جب کہ اکثر ائمہ و محدثین کے نزدیک احکام کے سوا ابوابِ فضائل، ترغیب و ترہیب اور مناقب وغیرہ میں ضعیف احادیث سے استدلال جائز ہے۔اس ضمن میں محمد الحطاب المالکی رقمطراز ہیں کہ:

«قَدْ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ»[11]

"فضائلِ اعمال (کے ابواب) میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز پر سب علماء کا اتفاق ہے۔"

ابن حجر الہیثمی شرح الاربعین میں لکھتے ہیں کہ:

«قَدْ اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ فِيْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ لِأَنَّهُ إِنْ كَانَ صَحِيْحًا فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنَ الْعَمَلِ بِهِ وَإِلَّا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَى الْعَمَلِ بِهِ مُفْسِدَةُ تَحْلِيْلٍ وَلَا تَحْرِيْمٍ وَلَا ضِيَاعِ حَقٍّ لِلْغَيْرِ»[12]

"اس لیے کہ اگر حقیقت میں یہ صحیح ہے تو اس پر عمل کرنے سے اس کا حق ادا ہو گیا، اور اگر صحیح نہیں ہے تو اس پر عمل کرنے سے نہ تو حلال کو حرام کرنا لازم آیا اور نہ اس کے برعکس اور نہ ہی دوسرے کی حق تلفی یا حق ضائع کرنے کا خطرہ ہے۔"

ضعیف حدیث پر عمل کے جواز میں امام نووی لکھتے ہیں کہ:

«اَلْمُحَدِّثِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ: يَجُوْزُ وَيُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ فِيْ الْفَضَائِلِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ مَا لَمْ يَكُنْ مَوْضُوْعًا، وَأَمَّا الْأَحْكَامُ كَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْبَيْعِ وَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَلَا يُعْمَلُ فِيْهَا إِلَّا بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ أَوِ الْحَسَنِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ اِحْتِيَاطٍ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ كَمَا إِذَا وَرَدَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ بِكَرَاهَةِ بَعْضِ الْبُيُوْعِ أَوِ الْأَنْكِحَةِ فَإِنَّ الْمُسْتَحَبَّ أَنْ يَتَنَزَّهَ عَنْهُ»[13]

"محدثین و فقہاء کرام فضائل اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل جائز اور مستحب سمجھتے ہیں، بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔اور جہاں تک حلال و حرام، بیع اور نکاح و طلاق وغیرہ جیسے احکام کا تعلق ہے تو ان میں حدیث صحیح اور حسن کے بغیر عمل نہیں کیا جاتا۔الا یہ کہ اس میں سے کسی معاملے میں احتیاط مطلوب ہو جیسے اگر بعض بیوع اور نکاح کی کراہت کے بارے میں کوئی ضعیف حدیث ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔"

ائمہ و محدثین نے شریعت کے اصول و قوانین مرتب کرنے، حلال و حرام کا فیصلہ کرنے کے لیے جس بلند معیار کی احادیث منتخب کی ہیں اور جتنی سخت نگرانی کی اس طرح ترغیب و ترہیب کی احادیث کے معاملے

میں نہیں کی، بلکہ ان میں ایک حد تک نرمی سے کام لیا گیا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ اور عبد الرحمٰن بن مہدی سے منقول ہے کہ:

«إِذَا رَوَيْنَا فِيْ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْأَحْكَامِ شَدَدْنَا فِيْ الْأَسَانِيدِ. وَ إِذَا رَوَيْنَا فِيْ الْفَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَنَحْوِهَا تَسَاهِلْنَا»[14]

"اور جب ہم حلال و حرام اور احکام سے متعلق کوئی حدیث روایت کرتے تو اسانید میں سختی سے کام لیتے اور جب ہم فضائل اعمال سے متعلق کوئی حدیث روایت کرتے تو نرمی سے کام لیتے (اگرچہ ان کے راوی اس قدر قابل اعتماد نہ بھی ہوں)۔"

نرمی برتنے کی وجہ یہی بتاتے ہیں کہ اگر وہ حدیث فی الواقع صحیح ہے تو اس پر عمل کر کے اس حدیث کا حق ادا ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض وہ حدیث صحیح نہ تھی تو تب بھی کسی حلال و حرام کا نقصان نہیں ہو گا اور نہ ہی کسی کی حق تلفی ہو گی۔

البتہ ائمہ متأخرین کے نزدیک حدیث ضعیف سے استشہاد کے سلسلے میں درج ذیل تین آراء منقول ہیں:

- کچھ علماء ضعیف حدیث پر عمل کو مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔
- کچھ علماء و محدثین ضعیف حدیث کے نقل و روایت کی عام اجازت دیتے ہیں۔
- جبکہ علماء و محدثین کی ایک جماعت ضعیف حدیث سے استشہاد کے سلسلے میں کچھ حدود و قیود متعین کرتے ہیں کہ کن ابواب میں ضعیف حدیث کو قبول کیا جائے گا اور کن ابواب میں نہیں؟؟

ضعیف حدیث قبول کرنے کی شرائط

جمہور فقہاء ضعیف احادیث کو فضائل اعمال (ترغیب و ترہیب) کے باب میں چند شرائط کے ساتھ جائز و قابل قبول قرار دیتے ہیں۔ ائمہ و محدثین میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ، حافظ ابن صلاحؒ، امام نوویؒ، ابن دقیق العیدؒ، امام سخاویؒ اور ابن کثیرؒ وغیرہ سب درج ذیل شرائط پر اتفاق کیا ہے۔

ابن دقیق "شرح الأربعين النووی" درج ذیل دو شرائط بیان کرتے ہیں:

«أَنْ لَّا يَشْتَدَّ ضُعْفُهُ، بِأَنْ لَّا يَخْلُوْ طَرِيْقٌ مِنْ طُرُقِهِ مِنْ كَذَّابٍ أَوْ مُتَّهَمٍ بِالْكِذْبِ، وَأَنْ يَكُوْنَ دَاخِلًا تَحْتَ: أَصْلٍ كُلِّيٍّ»[15]

"(۱) ضعف شدید نہ ہو، یعنی کسی طریق میں کوئی راوی کذّاب یا مہتم بالکذب نہ ہو۔ (۲) حدیث کسی اصل کے تحت آتی ہو، یعنی کسی شرعی کلیہ یا قاعدہ کے تحت۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ میں رقمطراز ہے کہ:

«تَجُوْزُ رِوَايَةُ الْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ إِنْ كَانَ بِهٰذَا الشَّرْطَيْنِ : أَلَّا يَكُوْنَ فِيْهِ حُكْمٍ ، وَأَنْ تَشْهَدَ لَهُ الْأُصُوْلُ»[16]

"ضعیف حدیث کی روایت جائز ہے مگر دو شرائط کے ساتھ، ایک یہ کہ اس پر وضع کا حکم نہ ہو اور دوسری شرط اصول حدیث کی شہادت ہے۔"

علامہ طاہر الجزائری الدمشقی لکھتے ہیں ضعیف حدیث سے متعلق کہ:

«أَنَّهُ يَلْزَمُ بَيَانُ ضِعْفِ الضَّعِيْفِ الْوَارِدِ فِي الْفَضَائِلِ وَنَحْوِهَا كَيْ لَا يُعْتَقَدَ ثَبُوْتُهُ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ، مَعَ أَنَّهُ رُبَمَا كَانَ غَيْرَ ثَابِتٍ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ»[17]

"ضعیف حدیث جو فضائل اعمال (جو عقائد سے متعلق نہ ہوں) میں وارد ہو اس کی ضعف کو بیان کرنا لازم ہے، تاکہ واقع میں اس کے ثبوت کا یقین نہ ہو جائے حالانکہ اکثر ضعیف حدیث واقعی ثابت نہیں ہوتے۔"

امام سیوطیؒ تدریب الراوی میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے لیے کچھ ایسے ہی شرائط بیان کیے ہیں:

- پہلی شرط یہ ہے کہ ضعف غیر شدید ہو یعنی ضعف شدید نوعیت کا نہ ہو۔ لہذا اس سے کذاب، متہم بالکذب اور فحش غلطی کرنے والے خارج ہو جاتے ہیں۔
- دوسرا یہ کہ اصل عام کے تحت درج ہو یعنی ضعیف حدیث کسی اصل حدیث کے تحت درج ہو۔ اس سے وہ اختراع (نئی بات نکالنا) خارج ہو جائے گی جس کی اصل نہیں ہوتی۔
- اور ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کے ثابت ہونے کا اعتقاد (یقین) نہ ہو بلکہ احتیاطاً اس پر عمل کرے۔[18]

مذکورہ شرائط سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ضعیف حدیث کو بطور استدلال اسی وقت پیش کیا جاسکتا ہے کہ جب اس میں یہ تمام شرائط موجود ہوں نیز یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ضعیف حدیث کی بناء پر ہم کسی عبادت یا حکم کو واجب و مستحب قرار دیں۔ یا پھر ایسی ضعیف حدیث سے جس کی کوئی اصل نہ ہو اور جو شرعی دلیل و حجت نہ بن سکتی ہو اس سے استحباب ثابت کرلی جائے۔ کیوں کہ شرعی حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دلیل شرعی سے کسی معین عبادت یا ثابت شدہ نیک اعمال جیسے "تلاوت

قرآن پاک، ذکر اذکار، قیام اللیل، اہتمام نوافل، دعا، صدقہ و خیرات، نفلی روزے یا حسن سلوک وغیرہ" کا استحباب ثابت ہو۔ تو ان کی فضیلت (امید اجر و ثواب) میں اگر کوئی ضعیف حدیث مروی ہو اور معلوم بھی ہو کہ موضوع نہیں ہے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اسی طرح وہ برے اعمال جن سے اجتناب یا کنارہ کشی کا حکم دیا گیا ہو جیسے "جھوٹ، غیبت، دوسروں کی حق تلفی، ناحق مال پر قبضہ کرنا وغیرہ" ان کی کراہت یا خوف سزا و عذاب سے متعلق مروی ضعیف احادیث پر عمل کرنا بھی جائز ہے۔ ایسی احادیث پر عمل کرنے کا مقصد و منشاء صرف یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس عبادت کی ترغیب دلا کر اس کی اہمیت و فضیلت کی وضاحت کی جائے۔ اسی طرح ترغیب و ترہیب یعنی امید اور خوف دلانے کے لیے اسرائیلی روایات (خوابین)، علماء کرام کے اقوال و واقعات اور سلف صالحین کے معقولات وغیرہ بھی بیان کیے جاتے ہیں۔ کیوں کہ ان سے بھی نہ تو کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی استحباب ثابت ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا تصریحات سے مترشح ہوتا ہے کہ کتب وعظ بالخصوص فضائل اعمال کے ابواب میں ضعیف حدیث سے استشہاد اسی وقت ممکن ہے کہ جب تک مذکورہ بالا تمام شرائط اس میں موجود ہوں۔ لیکن صد افسوس کہ محدثین کی اس رعایت اور نرمی کی بنیاد پر عصر حاضر میں نہ صرف ضعیف بلکہ منکر و موضوع روایات تک سے استشہاد کا رواج عام ہو گیا۔ جہاں ایک جانب ابواب فضائل و مناقب میں یہ روایات عام تسلیم کی جاتی ہیں وہاں دوسری طرف ایک طبقہ ایسا بھی موجود ہے جو ان کی بیناد پر بہت سے عقیدے و رسوم اختراع کر چکے ہیں۔ جن کا ابتدائی ادوار میں نام و نشان تک نہیں تھا جیسے یہ کہ: «**ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا مشی لم یکن له ظل**»[19] "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا"۔ اور یہ کہ جب «**سَمِعَ قول المؤذن أشهد أن محمد رَسُولُ اللَّه قَالَ هَذَا، وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْأُنْمُلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي**»[20] "جو شخص موذن کی اس شہادت (أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللہ) سنتے وقت اپنی انگلیوں کے پوروں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی ایسا کرے تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی"۔ جیسی روایات نہ صرف شدید ضعف کی حامل ہیں بلکہ ان میں بہت سی روایات موضوع بھی ہیں۔ ان کے متعلق علامہ سخاوی، ابو طالب المالکی اور ملا علی قاری رحمہم اللہ نے "لا یصح" کا حکم لگاتے ہوئے موضوع قرار دیا ہے۔ جیسے ملا علی قاری الموضوعات الکبری میں فرماتے ہیں کہ:

«وَ كُلُّ مَا يُرْوَى فِي هَذَا فَلَا يَصِحُّ»[21]

"ان روایات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے ان میں سے کچھ بھی صحیح نہیں۔"

لہذا دین کے ہر معاملہ میں احتیاط ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کوئی بھی حدیث بیان کرنے سے قبل اس کی جانچ پڑتال کرنی چاہیے یا ان کتب سے احادیث نقل کی جائیں جن میں محدثین نے غایت درجہ تحقیق کے بعد احادیث کو جمع کیا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور، لسان العرب، دار صادر۔ بیروت، باب الضاد، ص 2587۔

[2] القرآن، 4:28

[3] ابن قیم الجوزی، محمد بن ابی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین (م: 751ھ)، إعلام الموقعین عن رب العالمین، تحقیق: محمد عبد السلام ابراہیم، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، 1411ھ۔1991ء، ج 1، ص 61۔

[4] ابن حزم، أبو محمد علی بن احمد بن سعید الأندلسی القرطبی الظاہری (م: 456ھ)، الإحكام في أصول الأحكام، تحقیق: الشیخ أحمد محمد شاکر، دار الآفاق الجدیدۃ۔ بیروت، الباب في إبطال القياس في أحكام الدين، ج 7، ص 54۔

[5] البیہقی، أبو بکر أحمد بن الحسین بن علی (384-458ھ)، السنن الکبیر، تحقیق: الدکتور عبد اللہ بن عبد المحسن، مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، 1432ھ۔2011م، بابُ تَرْكِ الْوُضوءِ من القَهْقَهَةِ في الصلاة، ج 1، ص 421۔

[6] الدار قطنی، أبو الحسن علی بن عمر بن أحمد بن مہدی بن مسعود (م: 385ھ)، سنن الدار قطنی، تحقیق: شعیب الارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ لبنان، 1424ھ۔2004م، بابُ الْمَهْرِ، رقم الحدیث: 3606، ج 4، ص 360۔

[7] الشیبانی، أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال (م: 241ھ)، مسند الامام أحمد بن حنبل، تحقیق: شعیب الارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ۔2001م، ج 1، ص 66۔

[8] ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمٰن، أبو عمرو، تقی الدین (م: 643ھ)، مقدمہ ابن الصلاح، دار الفکر المعاصر۔ بیروت، 1406ھ۔1986م، باب مَعْرِفَةُ الْمُرْسَلِ، ج 1، ص 55۔

[9] بلقینی، سراج الدین، محاسن الاصطلاح، دار الکتب۔ مصر، 1974ء، ج 1، ص 141۔

[10] السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین (م: 911ھ)، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تحقیق: أبو قتیبۃ نظر محمد الفاریابی، دار طیبۃ، ج 1، ص 183۔

[11] الرعینی المالکی، شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن(م:954ھ)،مواھب الجلیل في شرح مختصر خلیل، دار الفکر،1412ھ-1992م،ج1ص17-

[12] ابن دقیق، تقی الدین أبوالفتح محمد بن علی بن وھب(م:702ھ)،شرح الأربعین النوویة في الأحادیث الصحیحة النبویة، مؤسسۃ الریان،1424ھ،ج1،ص20-

[13] النووی،أبوزکریا محی الدین یحیی بن شرف(م:676ھ)،الأذکار النوویة ، تحقیق: محی الدین مستو،دار ابن کثیر،دمشق-بیروت،1410ھ-1990م،ج1،ص47-

[14] السیوطی،تدریب الراوی،ج1،ص298-

[15] ابن دقیق، تقی الدین أبوالفتح محمد بن علی بن وھب(م:702ھ)،شرح الأربعین النوویة في الأحادیث الصحیحة النبویة،ج1،ص20-

[16] العسقلانی،أبوالفضل،أحمد بن علی بن حجر،الاصابۃ فی تمییزالصحابۃ،دارالجیل-بیروت،1412،ج5،ص690-

[17] طاھرالجزائری الدمشقی،توجیہ النظرالی أصول الأثر،مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ-حلب،1416ھ-1995م،ج2،ص654-

[18] السیوطی،تدریب الراوی، محقق عبدالوھاب عبدالطیف،مکتبۃ الریاض الحدیثۃ-الریاض،ج1،ص299،298-

[19] المکی،عبداللہ بن سعید بن محمد عبادی الحضرمی الشحاری(م:1410ھ)،منتھی السؤل علی وسائل الوصول إلی شمائل الرسول صلی اللہ علیه وآله وسلم،دارالمنھاج-جدّہ،1426ھ-2005م،ج1،ص248-

[20] سخاوی،شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن(م:902ھ)،المقاصد الحسنة في بیان کثیر من الأحادیث المشتھرة علی الألسنة، تحقیق: محمد عثمان الخشت،دارالکتاب العربی-بیروت،1405ھ-1985م،ج1،ص605-

[21] ملاعلی قاری،علی بن(سلطان)محمد،أبوالحسن نورالدین(م:1014ھ)،الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری، تحقیق: محمد الصباح،مؤسسۃ الرسالۃ-بیروت،ج1،ص316-